Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | منگل۔ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ، ۲۵- ہجرت ۱۳۷۲ ہش، ۲۵ مئی ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۱۹

موت سے پہلے خرچ

"موت سے پہلے جو خرچ کرنا ہے کر لو اور یاد رکھو موت کا وقت آئے گا تو ٹل نہیں سکے گا۔ اور اس کے بعد تمہارا یہ کہنا بیکار ثابت ہوگا کاش اے خدا تو ہمیں مہلت دیتا تو ہم کچھ کر لیتے اور اس حساب کو آج اس دنیا میں منتقل ہوا دیکھ لیتے۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر تم اپنی نماز کو با حلاوت اور پُر ذوق بنانا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ اپنی زبان میں کچھ نہ کچھ دعائیں کرو۔ مگر اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ نمازیں تو ٹکریں مار کر پوری کر لی جاتی ہیں۔ پھر لگتے ہیں دعائیں کرنے۔ نماز تو ایک ناحق کا ٹیکس ہوتا ہے۔ اگر کچھ اخلاص ہوتا ہے تو نماز کے بعد میں ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ نماز خود دعا کا نام ہے جو بڑے عجز، انکسار، خلوص اور اضطراب سے مانگی جاتی ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان کاموں کی کنجی صرف دعا ہی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھولنے کا پہلا مرحلہ دعا ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ ۶۶۱)

جھوٹ کی ایک قسم بہانے بنانا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جھوٹ کی ایک قسم بہانے بنانا ہے۔ اور یہ بھی روزمرہ کی زندگی میں ملتی ہے بسا اوقات انسان کو جو سچ بولنے والا بھی ہو اس کو بھی محسوس نہیں ہوتا کہ میرا یہ بلا ارادہ عمل کیا ہے۔ ایک شخص کسی ایسی حرکت میں پکڑا جاتا ہے جس سے اس کو خجالت ہوتی ہے۔ شرمندگی ہوتی ہے۔ اور اس کا نفس فوری طور پر اس کے سامنے عذر گھڑ کر پیش کر دیتا ہے کہ یہ کہہ دو۔ اس طرح اسکی توجیہہ کر دو۔ ایک غلطی ہو گئی معمولی سی غلطی ہے۔ اسکی کوئی سزا نہیں ملنی لیکن انسان کا نفس اپنی عزت کا اتنا تحفظ کرتا ہے کہ جھوٹے بہانے کے ذریعے بھی تحفظ حاصل ہو تو وہ ضرور دے گا۔ چنانچہ ایک غلطی ہوئی اور فوراً دل نے بہانہ گھڑ لیا۔ انسان کا نفس اتنا بہانہ جو ہے کہ اگر آپ روزمرہ کی باتوں پر غور کریں کہ کس موقع پر آپ نے کیا بات کیوں کہی تھی تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ لاعلمی میں آپ جھوٹے بہانے بناتے رہے ہیں۔ کاموں کے دوران انتظامی معاملات میں بسا اوقات میں نے دیکھا ہے کہ کسی سے پوچھا جائے کہ میاں یہ کام یوں کیوں ہو گیا ہے تو اس کا بلا ارادہ عمل بہانہ بنانے کا ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے صاف گو ہیں جنکو اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہوتی کہ میری غلطی میری طرف منسوب ہوگی اور اس سے بچنے کا میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اس کے باوجود وہ کھل کر صاف کہتے ہیں کہ ہاں یہ ہماری غلطی ہے مگر روزمرہ کی زندگی میں انسان بہانے بہت بناتا ہے۔ اور بہانا بناتا پھر رفتہ رفتہ اچھل کر کھلے کھلے جھوٹوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ضرورت کے وقت جو جھوٹ بولنے والے لوگ ہیں وہ سب بہانہ جو ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا شخص ضرورت کے وقت جھوٹ نہیں بولتا جس کو بہانہ بنانے کی عادت نہ ہو۔ وہ شخص جو بہانوں سے پاک ہے اس کیلئے جھوٹ کی جڑیں ہی نہیں ہیں۔ انسانی فطرت میں جھوٹ کی جڑیں ہوا کرتی ہیں جو عام طور پہ دکھائی نہیں دیتیں۔ جو جھوٹ باہر دکھائی دیتا ہے۔ اسکی جڑیں اندر بھی ضرور ہیں۔ ان جڑوں کو تلاش کریں تو پھر آپ کو باہر کے جھوٹ سے بچنے کے ذرائع میسر آ سکتے ہیں چنانچہ اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے میری نظر بچوں تک پہنچی اور مجھے اندازہ ہوا کہ کیوں بعض ماں باپ آئندہ کے لئے جھوٹی نسلیں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔

(از خطبہ فرمودہ ۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

ولادت

○ مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب مفتی سلسلہ ربوہ تحریر فرماتے ہیں۔

عزیزم محمد اکرم صاحب محمود کو اللہ تعالیٰ نے ۱۳ مئی ۹۳ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام اویس احمد تجویز کیا گیا ہے۔ عزیزم محمد اکرم محمود صاحب مکرم مولانا محمد اعظم صاحب اکسیر مربی سلسلہ کے برادر خورد اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلالپوری کے نواسے ہیں۔

احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار کے چچازاد بھائی (نیز برادر نسبتی) مکرم چوہدری عبد المجید صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ بعمر ۸۰ سال ۱۵ مئی ۹۳ء بروز ہفتہ کراچی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ ان کی وفات حرکت قلب بند ہونے سے بتائی گئی ہے آپ ۷۴ء سے کراچی میں رہائش پذیر تھے۔ آپکی اہلیہ محترمہ پہلے ہی وفات پا گئی تھیں۔ ۱۶ مئی بروز اتوار آپکے بیٹے عزیزم عبد العلی صاحب آپ کا جنازہ کراچی سے ربوہ لائے۔ مغرب کے بعد البیت المہدی میں خاکسار نے ہی ان کا جنازہ پڑھایا۔ آپ موصی تھے اسلئے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم کیپٹن ڈاکٹر اقبال احمد خان صاحب آف مظفر گڑھ جو آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں نے اجتماعی دعا کروائی۔ آپ محترم سردار عبد الحمید صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بڑے صاحبزادے تھے اور خدمت دین کے شوق کے نتیجہ میں ریلوے کی ملازمت چھوڑ کر صدر انجمن کی ملازمت اختیار کر لی۔ آپ خزانہ صدر انجمن اور دفتر محاسب میں خدمات انجام دیتے رہے جہاں سے بالآخر ۷۴ء میں ریٹائر ہوئے۔ آپ جہاں دفتری کاموں میں صاف ستھرا اور سلیقہ شعاری سے کام کرتے تھے

باقی صـ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۵۔ ہجرت ۱۳۷۲ ہش — ۲۵۔ مئی ۱۹۹۳ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:

۱۔۔۔ اکثر ایسے مریض جن کے لئے ڈاکٹر بھی فتویٰ دے چکتے ہیں اور کوئی سامان ظاہری زندگی کے نظر نہیں آتے۔ ان کے واسطے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معجزانہ رنگ میں شفا اور زندگی عطا کرتا ہے گویا کہ مُردہ زندہ ہونے والی بات ہوتی ہے۔

۲۔۔۔ اگر تم اس دنیا میں آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو خدا کی طرف جُھک جاؤ اور اپنی اصلاح کر لو اور پورے طور سے خدا کے ہو جاؤ۔

۳۔۔۔ بعض اوقات حبِّ دنیا کا غلبہ بھی سلبِ ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے۔ لہٰذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہ ہی نہ رہے۔ یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔

۴۔۔۔ اگر انسان تکبّر چھوڑ دے اور اخلاق اور ملنساری سے پیش آئے تو یہ بھی ایک بھاری معجزہ ہوتا ہے۔ اخلاقی معجزہ ہمیشہ اپنے اندر ایک زبردست تاثیر رکھتا ہے۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

۵۔۔۔ خدا تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا انکے ساتھ نہیں جا سکتا۔

۶۔۔۔ اصل کیمیا تقویٰ ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا اس نے سب کچھ حاصل کر لیا۔ اور جس نے اس نسخہ کو نہ آزمایا اس نے اپنی عمر ضائع کی۔

۷۔۔۔ بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے۔

۸۔۔۔ توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جُھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔

۹۔۔۔ اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہ سب باتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔

۱۰۔۔۔ تکبّر اور شرارت بُری بات ہے ایک ذرا سی بات سے ستّر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔

کیمپوں میں ٹھٹھرتے ہوئے دن کاٹ رہے ہیں
نفرت کے ستائے ہوئے ابنائے فلسطین
امداد ہے گو عالمِ اسلام پہ لازم
ہم کرتے ہیں ہر فردِ بشر کو یہی تلقین

——— ابوالاقبال

ہر احمدی کی دِلی دُعا

وہ دن نہ آئے الٰہی کہ مَیں گناہ کروں
اور اپنی دنیا و عقبیٰ کو خود تباہ کروں

بدی سے اتنی ہو نفرت کہ تاحیات کبھی
نہ اپنا نامۂ اعمال مَیں سیاہ کروں

کبھی نہ ایسا ہو یارب کہ دیدہ دانستہ
مَیں تجھ کو چھوڑ کے شیطان سے نباہ کروں

یہ آرزو یہ تمنّا ہے روز و شب اپنی
کہ مال و جان سبھی نذرِ بارگاہ کروں

مَیں زورِ بازو سے اپنے کماؤں رزقِ حلال
حرام کی نہ کسی حال میں بھی چاہ کروں

رَوا نہیں ہے جدھر دیکھنا بھی میرے لئے
نہ بھول کر کبھی اس سمت مَیں نگاہ کروں

چلوں ہمیشہ مَیں تیری رضا کی راہوں پر
روش پہ غیر کی ہرگز نہ واہ واہ کروں

مآلِ اہلِ ہوس سامنے رہے ہردم
نہ اختیار ہَوا و ہَوس کی راہ کروں

وہ دل عطا ہو الٰہی کہ دین کی خاطر
مَیں لخت لخت بھی ہو کر کبھی نہ آہ کروں

ترے حضور بِلا روک ٹوک جا پہنچے
کچھ ایسے دَرد سے مَیں آہِ صبح گاہ کروں

محمد صدیق امرتسری

معاشرے میں خصوصاً دیہاتی ماحول میں بعض ایسے امور ہوتے رہتے ہیں جو شرک اور بدعت پر مبنی ہوتے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ایسے امور پر حضرت بانیٔ سلسلہ اور ائمۂ جماعت کی تعلیمات کو ذہن میں رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ - الثانیؓ - اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

تلقینِ عمل

ایسا نمونہ پیش کریں کہ دوسروں میں جو خرابیاں ہیں وہ دور ہو سکیں اور وہ ایسی سدِّ سکندری کا کام دیں جو یاجوج ماجوج کے حملوں کو روک دے۔ پس اس کام کے متعلق اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک میں جماعت کے نوجوانوں کو کرتا ہوں جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کے لئے گریجوایٹ کی شرط ہے۔ لیکن اگر کوئی آخری سالوں میں تعلیم پا رہا ہو تو وہ بھی اپنا نام پیش کر سکتا ہے۔ وہ اپنی تعلیم جاری رکھے پاس ہونے کے بعد انتخاب کے لئے ہم اسے بلالیں گے۔ انٹرنس پاس مولوی فاضل بھی اپنے نام دے سکتے ہیں اور اسی طرح یہاں کے سکول میں تعلیم پانے والے وہ میٹرک جنہوں نے سائنس کی ہوئی ہو۔ باہر میٹرک کرنے والے کام نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہاں پڑھنے والوں کو تھوڑا بہت قرآن کریم اور عربی آجاتی ہے باہر نہیں۔ پس ایسے نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں طالب علم بھی اپنے نام پیش کر سکتے ہیں جنہیں امتحان پاس کرنے کے بعد انتخاب کے لئے بلالیا جائے گا۔ پس نوجوان اپنے آپ کو ان شرائط کے ماتحت وقف کریں تا اس جماعت کو اور آگے بڑھایا جا سکے۔ دوسری بات جس کی طرف میں جماعت کے دوستوں کو اس وقت توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ سادہ زندگی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات دنیا میں پیدا کر دیئے ہیں کہ جن لوگوں کی نقل کر کے ہمارے ملک کے لوگ عیش پرستی میں مبتلا ہوئے وہ جنگ کے مصائب میں مبتلا ہو کر مجبوراً سادگی اختیار کر رہے ہیں اور اب تو ان کی سادگی ہماری اختیار کردہ سادگی سے بھی بہت آگے بڑھ گئی ہے۔ ہم نے یہ تو کہا ہے کہ ایک سالن کھاؤ مگر یہ نہیں کہا کہ چار چھلکے ہی کھاؤ۔ مگر یورپ کے ممالک میں تو اب آٹے کا راشن ملتا ہے۔ ایک شخص مقررہ مقدار سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ ہم نے سالن میں گھی ڈالنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ کوئی شخص جتنا ڈال سکے ڈال لے۔ مگر وہاں تو ایک چھٹانک سارے ہفتہ کے لئے مل سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اور وہ گھی کی صورت میں نہیں بلکہ کچھ گھی کچھ تیل اور کچھ چربی ہوتی ہے۔ اندازاً دو تولہ چربی۔ دو تولہ تیل اور ایک تولہ مکھن ملتا ہے۔ یہی حال لباس اور دوسری چیزوں کا ہے۔ جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ہمیں کس قدر سادگی کی ضرورت ہے۔ پس دوستوں کو ہمیشہ ایک کھانے کا التزام رکھنا چاہیئے۔ ہاں جمعہ کے روز یا مہمان وغیرہ آنے پر دو ہو سکتے ہیں یا مہمان کی عادت کے مطابق اس کے لئے انتظام ہو سکتا ہے۔ غیر از جماعت معززین آجائیں تو کئی کئی کھانوں کے بغیر ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں اجازت ہے ورنہ ایک پر ہی کفایت کرنی چاہیئے۔ اور پھر اس میں بھی سادگی کا پہلو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ تا غریب بھائیوں اور دوسروں میں یکسانیت پیدا ہو سکے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ایک ہی کھانا کھائے مگر روزانہ پلاؤ ہی کھاتا رہے مگر یہ جائز نہیں اور پھر اس سے صحت بھی خراب ہو جائے گی۔ انسان کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے چاول گوشت پھل سبزی وغیرہ ہر چیز ضروری ہے اور ان سب چیزوں کا استعمال ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ روز ایک ہی چیز کھائی جائے۔ جو شخص کہے کہ میں روز ہی روغن جوش استعمال کروں گا۔ وہ اسراف کے علاوہ بیمار بھی ہو جائے گا۔ ایک دوست کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ ان کی صحت بہت خراب رہتی تھی۔ کئی علاج کئے مگر آرام نہ ہوا ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ان دنوں ابھی پٹیالہ میں تھے۔ یہاں نہ آئے تھے وہ ان کے پاس گئے وہاں سے انہوں نے لکھا کہ اب مجھے افاقہ ہے اور یقین ہو گیا ہے کہ اچھا ہو جاؤں گا۔ ڈاکٹر صاحب نے میری بیماری سمجھ لی ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ ان کو متواتر کثرت کے ساتھ مرغن کھانے کھانے سے تکلیف تھی۔ تو اس قسم کی غذائیں صحت کو برباد کر دیتی ہیں۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں روزانہ گھی پیا کروں گا تا موٹا ہو جاؤں تو اس کا دماغ مارا جائے گا۔ پس ایک کھانے میں بھی سادگی ضروری ہے۔ سادگی قوم کو مستقل طور پر قربانی کرنے کے لئے تیار کر دیتی ہے اس سادگی میں لباس کی سادگی بھی شامل ہے۔ زیور کی بھی۔ میرے سامنے کئی مثالیں ہیں کہ بعض دوست پہلے سے بڑھ کر اب قربانیاں کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ پہلے ان کے اخراجات زیادہ تھے۔ مگر سادگی اختیار کرنے کی وجہ سے اخراجات کم ہو گئے اور وہ زیادہ قربانی کرنے کے قابل ہو گئے۔ پس سادہ زندگی اختیار کرنے سے دین کے لئے زیادہ قربانی کی توفیق حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح سے عورتیں اور بچے بھی ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔

میرا مطلب یہ نہیں کہ غذا میں کمی کر کے بچوں کی صحت خراب کر دی جائے۔ دین حق اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قومی فرائض سے ایک اہم ترین فرض بچوں کی صحیح طریق پر پرورش کرنا بھی ہے۔ کیونکہ قوم کا آئندہ بوجھ ان کے کندھوں پر پڑنے والا ہوتا ہے۔ اگر وہ کمزور ہوں تو اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس لئے ان کو خوراک پوری دینی ضروری ہے ہاں اس میں سادگی کا خیال رکھنا چاہیئے اور فضول خرچی کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے۔ ان کو دینی ارکان کا پابند بنایا جائے۔ بلوغت سے قبل کبھی کبھی روزہ بھی رکھوانا چاہیئے اس سے ان کی صحت خراب نہیں ہوتی بلکہ یہ صحت کے لئے فائدہ بخش چیز ہے۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ بچوں کو نماز کے لئے نہیں جگاتے۔ وہ سمجھتے ہیں ابھی نیا نا (بچہ) ہے۔ یہ درست نہیں۔ ان کو نمازوں کی باقاعدگی کا عادی بنانا چاہیئے۔ پھر ورزش کی عادت بھی ڈالنی چاہیئے۔ کئی لوگ شکایت کرتے ہیں کہ خدام الاحمدیہ والے ورزش کراتے ہیں۔ یہ شکایت ایسی ہی ہے جیسے کسی شخص کو جو دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا کسی نے کہا کہ اٹھ کر سایہ میں ہو جاؤ تو اس نے کہا کہ کیا دو گے۔ بچوں کے ورزش کرنے سے خدام الاحمدیہ والوں کو کیا ملتا ہے۔ اس سے تمہارا ہی فائدہ ہے کہ تمہارے بچوں کی صحت درست ہو جائے گی۔ اخلاق درست ہونگے اور چستی و چالاکی پیدا ہوگی۔ اگر وہ تندرست و توانا ہو کر زیادہ کمائیں گے تو کیا خدام الاحمدیہ والوں کو کچھ دے دیں گے۔ ہمارے ملک میں بچوں کو محنت کا عادی نہیں بنایا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے ہو کر بھی نکمے ثابت ہوتے ہیں۔ یورپ میں بچوں کو محنت کا عادی بنایا جاتا ہے جس سے بڑے ہو کر بھی وہ کام کے قابل ہوتے ہیں۔ پس دوست اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ جہاں بچوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے کہ ان کی صحت بگڑ جائے۔ وہاں ان کی تربیت کا بھی خیال رکھا جائے۔ انہیں محنت و مشقت کا عادی بنایا جائے۔ مشکلات کے برداشت کرنے کی مشق کرائی جائے۔ اور انہیں اپنے اوقات کو ضائع کرنے سے روکا جائے کیونکہ جن نوجوانوں میں یہ عیوب ہوں وہ ملک قوم بلکہ ساری دنیا کے لئے مصیبت کا موجب ہوتے ہیں اور جو شخص تمہارے بچہ کی ایسی تربیت کرنے میں مدد دیتا ہے جس سے وہ محنت اور مشقت کا عادی ہو وہ تمہارا دشمن نہیں بلکہ دلی دوست ہے اور اگر تم اسے چھوڑتے ہو تو پھر کوئی دوست تمہیں نہیں ملے گا۔

شذرات

بوسنیا ـ ایک عالمی جرم

بوسنیا کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ اس وقت بوسنیا ایک عالمی جرم بن چکا ہے۔ یورپ کے تمام وہ ممالک جو اسلحہ کی خرید پر لگی ہوئی پابندی اٹھانے کے خلاف ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھی ہیں جو بوسنیا کے مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ پیرس میں انہوں نے فرانس کے وزیر خارجہ سے اسی معاملے پر گفت و شنید کی تو فرانس کے وزیر خارجہ نے سختی کے ساتھ اس بات کی تردید کی کہ بوسنیا کے مسلمانوں کو اسلحہ خریدنے کی اجازت دی جانی چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ باوجودیکہ لوگ جانتے ہیں کہ ہم پر ایک فاشسٹ ملک حملہ کر رہا ہے۔ ہمارے گھروں کو جلایا جا رہا ہے۔ ہمارے مرد و زن کو گولیوں سے بھونا جا رہا ہے۔ اور ہمیں کسی پناہ کی جگہ جانے میں بھی رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں لیکن اسکے باوجود یورپ کے ممالک اس بات پر مصر ہیں کہ بوسنیا کو اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ خریدنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اگر یہ اجازت دی گئی تو جھگڑا مزید

باقی صـ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام

خاموش نسل کشی

"حقیقی جنوبی دنیا کے ۳۶ ملکوں کا (جن کی فی کس سالانہ آمدنی ۴۰۰ ڈالر سے کم ہے اور جن میں چین، بھارت اور پاکستان کو شامل کرتے ہوئے دنیا کی نصف آبادی موجود ہے) عالمی تجارت میں حصہ صرف ۳ فی صد ہے۔"

ہمارے کرۂ ارض پر دو مختلف قسم کے انسان بستے ہیں۔ ترقیاتی پروگرام اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق انسانی آبادی کا ایک چوتھائی یعنی ۱۱۰۰ ملین آبادی ترقی یافتہ ہے جو خشکی کے پانچ میں سے دو حصوں پر آباد ہے اور ۳۶۰۰ ملین آبادی ترقی پذیر یعنی مصیبت زدہ، ہے جو خشکی کے پانچ میں سے باقی تین حصوں پر آباد ہے، میں ترقی یافتہ کو امیر اور ترقی پذیر کو غریب کا نام دوں گا۔ اگرچہ ترقی پذیر دنیا کی کچھ آبادی معاشی معنی میں غریب نہیں ہے۔

انسان کی ان دو قسموں کے درمیان فرق کی وجہ صرف افلاس نہیں بلکہ عزائم جوش و خروش اور موجودہ ثقافت اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ان کا حصہ بھی ان فرق کی وجوہات ہیں۔

۱۹۸۳ء میں امیر ممالک کی مجموعی قومی پیداوار ۱۰٫۱ ٹریلین ڈالر تھی۔ یعنی ۹۵۰۰ ڈالر فی کس سالانہ یا ۸۰۰ ڈالر فی کس ماہانہ ــ اسی سال غریب ممالک کی مجموعی پیداوار ۲٫۶ ٹریلین ڈالر یعنی اوسطاً ۷۰ ڈالر فی کس ماہانہ تھی۔ میرا تعلق جنوبی ایشیا سے ہے۔ جس میں افغانستان۔ بنگلہ دیش۔ بھارت نیپال۔ پاکستان اور سری لنکا شامل ہیں ــ اس خطے کی ۱۰۰۰ ملین آبادی کی مجموعی پیداوار ۲۵۰ ڈالر فی کس سالانہ تھی یعنی ۲۰ ڈالر ماہانہ یا ۷۰ سینٹ روزانہ

گویا ان ۷۰ سینٹ سے ہمیں اپنے دو وقت کے کھانے، لباس، مکان، صحت اور تعلیم کا انتظام کرنا ہے

انسانوں کی امیر آبادی کا محور شمال ہے اور وہ معاشی برتری اور فوجی طاقت سے موجودہ دنیا کے پیش پیش ہے۔ ان میں سپر طاقتیں امریکہ اور روس بھی شامل ہیں جن کی آبادی بالترتیب ۲۳۵ اور ۲۷۲ ملین اور مجموعی پیداوار ۳٫۲ اور ۱٫۸۵ ٹریلین ڈالر ہے۔ ان کو دو مسائل درپیش ہیں۔

ایٹمی طاقت کا نفسی عارضہ اور بیروزگاری

ایسے لگتا ہے کہ

انہوں نے جان بوجھ کر اپنی دس فی صد آبادی کو بے روزگار (یعنی محض گزر اوقات کی سطح پر) رکھا ہوا ہے۔

گنجان آبادی تحفظ کی کمی

کرۂ ارض کی باقی تین چوتھائی آبادی میں بعض وہ قومیں شامل ہیں جنہوں نے قدیم تہذیبوں کو جنم دیا تھا مثلاً چینی، ہندو، بدھ، مسلمان۔ ان کے بنیادی مسائل میں غذا (بعض ملکوں میں بار بار قحط پڑ رہا ہے) مکانات، لباس، صحت اور تعلیم کے انتظامات کی کمی ہے۔ بے روزگاری۔ تجارت کی نقصان دہ شرائط، قرض (کہ جو ایک ٹریلین ڈالر کی حد تک ہے) گنجان آبادی اور تحفظ کی کمی سے ان کی صورت حال شدت اختیار کر جاتی ہے۔

میرا اشارہ صرف چند بے گھر اور بے سہارا نفوس کی طرف نہیں بلکہ میرے ذہن میں وہ کروڑوں بھوکے انسان ہیں اور میں یہ بات اپنے ذاتی تجربے سے کہہ رہا ہوں کہ انہیں شاذونادر ہی دو وقت کا کھانا ملتا ہے۔ وہ اگر بچوں کے لئے ضروری کتابیں خریدیں تو انہیں خود بھوکا رہنا پڑتا ہے وہ ایک ایسے زبردست افلاس میں پس کر زندگی بسر کر رہے ہیں جو یورپ اور امریکہ میں چارلس ڈکنز سے لے کر اب تک کبھی نظر نہیں آیا، مجھے اس بات پر سخت حیرت ہے کہ انسانیت کی اس خاموش موت کے باوجود لوگوں کے حوصلے نہیں ٹوٹے اور اکثر محتاج اب بھی ظاہرداری کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

رابطے کی صورتیں

بدقسمتی سے ان دو قسم کی انسانی آبادیوں میں رابطے کی صورتیں بہت ہی کم ہیں، کچھ تعلق تو تاریخی نوعیت کا ہے جو ماضی کے غیر ملکی راج کا نتیجہ ہے۔ دوسری صورتوں میں ماحولیات قابلِ ذکر ہے

کیوں کہ

گرم خطوں کے تمام جنگل کہ جو کرۂ ارض کے پھیپھڑوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ترقی پذیر دنیا میں واقع ہیں۔

امیر ممالک کو دنیا کے لئے ان جنگلات کی حیاتیاتی اہمیت اور ان کی دیکھ بھال کی ضرورت کا احساس اب ہوا ہے۔ رابطے کی ایک اور صورت وہ خام مال ہے جو انہیں کہیں اور نہیں مل سکتا مثلاً تیل اور گیس اور غذا کی چیزیں مثلاً کیلے۔

ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان تجارت بھی رابطہ ہو سکتا تھا لیکن وہ نہیں ہے تمام ترقی پذیر ممالک کی تجارت عالمی تجارت کا صرف بیس فی صد ہے۔ ایک حالیہ جائزے سے معلوم ہوا ہے کہ حقیقی جنوبی دنیا کے ۳۶ ملکوں کا جن کی فی کس سالانہ آمدنی ۴۰۰ ڈالر سے کم ہے اور جن میں چین، بھارت اور پاکستان کو شامل کرتے ہوئے دنیا کی نصف آبادی موجود ہے۔ عالمی تجارت میں حصہ صرف ۳ فی صد ہے۔

۱۔ عملی طور پر فرانز قانون کے مظلوم سیاہ فاموں کی طرح اصلی غریب لوگوں کا عصری دنیا پر کوئی اثر نہیں جیسا کہ اور کہیں ہوتا ہے یہ صفحۂ ہستی سے بغیر کسی نشان کے غائب ہو جاتے ہیں۔ ان کی ناگفتہ بہ حالت کے لئے کیا کیا جائے؟

دو متضاد جواب

اس سوال کے دو متضاد جواب ہیں۔ یا تو تمام غریبوں کو ختم کر دیا جائے جیسا کہ آج سے دو صدیاں پیشتر آئرلینڈ میں قحط کے مسئلے کے حل کے لئے طنز نگار "جوناتھن سوفٹ" نے اپنی معتدل تجویز میں حل پیش کیا تھا۔ اور اگر دنیا کا ضمیر اس قطعی حل کو قبول نہ کرے (خوش قسمتی سے امیر ملکوں میں ایسے مزدور ہیں جو اس کی مخالفت کریں گے) تو پھر صرف ایک ہی بدل ہے کہ ان لوگوں کے انسانی وقار کو کسی حد تک بحال کرنے کے لئے کچھ کیا جائے۔ میرا مؤقف یہ ہے کہ ترقی پذیر دنیا کی حالت کو ایک طویل میعاد کے پروگرام کے مطابق جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی بڑے پیمانے پر منتقلی اور امداد سے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

کیوں کہ

شمال اور جنوب کے درمیان اصل فرق یہی ہے۔ ان اقدام سے ضمناً امیر ملکوں کی بیروزگاری کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا کیونکہ سامان ـــ اور خدمات کی طلب پیدا ہوگی۔

(ہفت روزہ لاہور ۱۵ مئی ۱۹۹۳ء)

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــ نون سین

ہندوؤں کا ردِ عمل

وزیر اعظم پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ کی حکومت بابری مسجد کے انہدام کو تو نہ روک سکی لیکن بعد میں ملکی فضا کا اندازہ لگاتے ہوئے اور عدالتوں کے فیصلوں کے پیشِ نظر اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اس مسجد کو دوبارہ تعمیر کروا دیا جائے گا۔ اوّل تو اسی بات نے ہندوؤں کے جذبات بھڑکا دیئے کہ جس مسجد کو ہم نے منہدم کیا ہے اسے نرسمہا راؤ کی حکومت دوبارہ بنانے کے لئے تیار ہو گئی ہے۔ دوسرے جس بات نے ہندوؤں کو مزید مشتعل کر دیا وہ یہ ہے کہ مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ مسجد عین اسی جگہ بنائی جائے جہاں وہ پہلے موجود تھی۔ اس بات نے حکومت کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ جب حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اس مسجد کو دوبارہ تعمیر کروائے گی تو اس کا خیال یہ تھا کہ جہاں یہ مسجد پہلے موجود تھی اس کے قریب ہی تھوڑا سا فاصلہ چھوڑ کر یہ مسجد دوبارہ تعمیر کر دی جائے۔ مسلمانوں میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اس بات پر اصرار نہیں کرتے کہ مسجد وہیں بنائی جائے جہاں سے گرائی گئی ہے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو مسجد اسی جگہ بنوانا چاہتے ہیں جہاں پہلے موجود تھی۔ حکومت ایسا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی یا کم از کم وہ سمجھتی ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو مسجد دوبارہ منہدم کر دی جائے گی۔ اور ملک میں فسادات برپا ہو جائیں گے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ حکومت چاہتی ہے کہ مسجد دوبارہ تعمیر کی جائے۔ اس سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کیا جا رہا۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے اپنی اپنی جگہ پر جذبات مشتعل ہو رہے ہیں۔ ہندوؤں کا کہنا ہے کہ مسلمان اس بات کو یکسر بھول جائیں کہ وہاں کوئی مسجد تھی بلکہ گذشتہ ایام میں انہوں نے یہ دھمکی بھی دی تھی کہ اگر مسجد دوبارہ تعمیر کی گئی تو وہ ملک کے دوسرے حصوں میں جو مساجد موجود ہیں ان کو منہدم کرنے کی مہم چلائیں گے اور جیسا کہ سب جانتے ہیں اگر ایسا ہو تو ملک کا کونہ کونہ فسادات کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات اتنے خراب ہو جائیں گے کہ پھر ان کے کبھی آپس میں مل بیٹھنے کا وقت نہیں آئے گا۔ مسلمان یہ بات کسی طرح برداشت نہیں کریں گے کہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی ان کی مساجد کو منہدم کر دیا جائے جب کہ ہندوؤں کا کہنا ہے کہ اگر بابری مسجد دوبارہ بنائی گئی اور وہیں بنانے کی کوشش کی گئی جسے وہ رام جی جنم بھومی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منور

میرا بچپن کا ساتھی — "الفضل"

جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے 'الفضل' کو اپنے گھر آتے دیکھا ہے۔ ابتدائی قاعدہ کا سبق پڑھا کہ ابا جان حروف ہجی کی شناخت 'الفضل' سے کرواتے تھے۔ چند سال کے بعد وہ مجھ سے 'الفضل' میں شائع شدہ چھوٹے چھوٹے آسان مضامین پڑھوا کر سنتے اور ساتھ ساتھ تصحیح بھی فرماتے جاتے جب ہائی سکول میں پہنچا تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مقدس تحریرات سے اقتباسات مندرجہ 'الفضل' پڑھنے کو کہتے۔ عربی اور فارسی الفاظ کی نہایت آسان اور قابل فہم تشریح میرے ذہن نشین کرواتے۔

اس طرح اردو زبان پر مجھے قدرت حاصل ہو گئی اور سمجھ کر پڑھنے کی عادت پڑ گئی۔ اپر پرائمری کی جماعتوں میں ہی مجھے صحت کے ساتھ اردو عبارت پڑھ سکنے کی استعداد حاصل ہو گئی تھی۔ ہمارے ایک احمدی استاد مولوی عبدالحق صاحب مجھے اپنے سے اونچی جماعتوں کے طلبہ سے اردو عبارت پڑھنے میں مقابلہ کے لئے بھجواتے۔ مجھے ہمیشہ شاباش ملتی اور اس سے میرا حوصلہ بڑھ جاتا۔

جب دینی مسائل سمجھنے کی اہلیت مجھ میں نظر آئی تو ابا جان اختلافی مسائل کے بارہ میں مضامین پڑھنے کا حکم دیتے اور پھر مجھ سے اس کا مفہوم بیان کرنے کے لئے کہتے۔ جہاں ضرورت ہوتی وہاں مزید تشریح کر کے مسائل آسان بنا دیتے۔ ابا جان بہت اعلیٰ پایہ کے استاد تھے۔ قدم بہ قدم اس طرح مجھے آگے بڑھایا کہ مسائل از بر ہوتے گئے اور ذہن پر بھی بوجھ نہ پڑا۔

'الفضل' سے میں نے اردو زبان سیکھی۔ دینی مسائل کا ادراک حاصل کیا۔ میرا ذہن خدا تعالیٰ کے فضل سے روشن ہوتا چلا گیا اور احمدیت کے بیان کردہ مسائل کے بارہ میں مجھے کبھی شک یا تردد پیش نہیں آیا۔ بچپن ہی سے گویا یہ عقائد میری گھٹی میں داخل ہو گئے جس کا فائدہ میں اب تک اٹھا رہا ہوں۔

پاکستان سے باہر جانے کے بعد اپنا پیارا اخبار روزانہ پڑھنے کے لئے آنکھیں ترس ترس جاتیں۔ کیونکہ وہاں پورے ہفتے کا پیکٹ بذریعہ ہوائی جہاز بھجوایا جاتا تھا اور جس دن یہ پیکٹ ملتا وہ انتہائی خوشیوں کا دن ہوتا۔ گویا ہر ہفتے عید کا سا سماں ہوتا اور روحانی کیف و سرور اپنے عروج پر ہوتے۔

کینیا میں قیام کے دوران میں نے ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو معلمین کی میٹنگ کا دن بنایا ہوا تھا۔ 'الفضل' سے معلمین حضرات کو حضرت امام ثانی کے ارشادات سناتا۔ جماعتی خبریں انہیں بتاتا اور مرکز کے حالات سے آگاہ کرتا۔ جب نیروبی منتقل ہوا تو اردو اخبار احمدیہ (ماہانہ) میں الفضل سے مضامین کا خلاصہ لکھتا اور اسے سائیکلوسٹائل کر کے احمدی جماعتوں کو بھجواتا تھا۔ ماہانہ سواحیلی اخبار میں بھی ضروری اور مفید مضامین کا خلاصہ پیش کرتا اور جماعتی خبریں عمدہ اور مختصر رنگ میں احباب تک پہنچاتا تھا۔

تنزانیہ تبدیلی ہوئی تو وہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ غرضیکہ الفضل ہر جگہ میرا ہمجولی اور ساتھی رہا۔ باہر جانے سے پہلے جب ۱۹۴۶ء میں میری تعیناتی کانپور (یو۔پی) میں ہوئی تو میں نے 'الفضل' میں مضامین بھجوانے شروع کئے جو شائع ہوتے رہے گویا 'الفضل' سے جو کچھ حاصل ہوا تھا اس سے میرا رُواں رُواں سیراب ہو گیا اور اب وہ پیمانہ لبریز ہو کر چھلکنے لگا۔

ریٹائرڈ ہونے کے بعد بھی الفضل سے پیار جاری رہا۔ مانگے تانگے کا اخبار تو ہر روز پڑھ لیتا تھا۔ لیکن اس سے سیر حاصل استفادہ نہ کر پاتا تھا۔ خدا بھلا کرے جناب آغا سیف اللہ صاحب۔ مینیجر روزنامہ 'الفضل' کا کہ انہوں نے گزشتہ سال کے اوائل میں ایک پرچہ مجھے اعزازی طور پر بھجوانے کا اہتمام فرمایا۔ اب یہ میرا بچپن کا ساتھی سارا دن میرے پاس رہتا ہے اور اس سے مجھے روحانی سکون ملتا رہتا ہے۔

اب تو ملکی و قومی حالات بہت بدل گئے ہیں۔ پھر بھی محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نہایت چابکدستی سے اپنے فرائض ادا کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر قسم کی آزمائشوں سے نجات دے۔

'الفضل' میں پہلے "ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں" کے عنوان سے آخری صفحہ پر ملکی و غیر ملکی خبروں کا عمدہ خلاصہ چھپتا تھا۔ میری معلومات عامہ کا ماخذ و منبع یہی آخری صفحہ ہوتا تھا جو مجھے ملکی اخبارات سے بے نیاز رکھتا تھا۔ یوں بھی مجھے بچپن ہی سے جماعتی جرائد و رسائل سے اتنا لگاؤ پیدا ہو گیا تھا کہ ان کے علاوہ کوئی چیز پڑھنے کو جی ہی نہیں چاہتا تھا۔ ابا جان کی بھی یہی خواہش تھی کہ میں جماعتی اخبارات کو زیر مطالعہ رکھوں۔

اب بھی ہمارے مؤقر روزنامے کا آخری صفحہ ملکی و غیر ملکی خبروں سے مزین ہوتا ہے۔ یہ خلاصہ ایسے عمدہ طریق سے تیار کیا جاتا ہے کہ دوسرے اخبارات پڑھنے کی سردردی مول نہیں لینی پڑتی۔ اور ضروری باتوں کا علم بھی دو منٹ میں ہو جاتا ہے۔ اب تو میرے لئے پڑھنا بھی دشوار ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتا ہوں کہ الفضل کے عملہ میں ایسے ذمہ دار کارکنان موجود ہیں جو کافی زحمت اٹھا کر اور بہت سے اخبارات کی ورق گردانی کے بعد خبروں کا ایسا عمدہ جوس تیار کر دیتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی تشنگی باقی نہیں رہتی۔

میری دلی خواہش ہے کہ ہر احمدی گھرانہ یہ اخبار منگوائے۔ تمام افراد خانہ اس کا اس طرح مطالعہ کریں جیسے میرے ابا جان مجھے کروایا کرتے تھے۔ میں تو کہوں گا کہ اس کام کے لئے ایک وقت مقرر کر کے اسے تسلی اور اطمینان سے پڑھا اور پڑھایا جائے۔ مشکل عبارات اور الفاظ کے معانی ذہن نشین کرائے جائیں اور ضروری مسائل اتنے تکرار سے سمجھائے جائیں کہ دل و دماغ میں پیوست ہو جائیں۔ اس قیمتی اخبار کا مطالعہ دوسرے اخبارات کی طرح سرسری رنگ میں ہرگز نہ کیا جائے کہ اخبار اٹھایا۔ جستہ جستہ سرخیاں دیکھیں کہیں کہیں سے چند سطور پڑھ لیں اور سمجھ لیا کہ ہم نے الفضل پڑھ لیا ہے۔

ہمارا اخبار ایک مربی اور معلم کا مقام رکھتا ہے۔ اس سے مکمل استفادہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس کے علمی اور روحانی مضامین کو ذہن و قلب کی لائبریری میں محفوظ کر لیا جائے۔ اور ہر روز ان علوم میں اضافہ ہوتا رہے یہاں تک کہ دل و دماغ ان مضامین سے سیراب ہو جائیں اور جیسا کہ عرض کیا ہے یہ روحانی آب شفا چھلک کر باہر کی طرف بہنا شروع ہو جائے اور ہر قریب و بعید کی آبیاری کرتا چلا جائے۔

یہ بات اتنی آسان بھی نہیں۔ مشکلات ضرور پیدا ہونگی۔ مثلاً بعض گھروں میں والدین اتنے تعلیم یافتہ نہیں کہ وہ بیان کردہ مضامین پر خود حاوی ہوں اور پھر اہل خانہ کے سامنے انہیں بیان بھی کر سکیں تاہم جماعت کے دیگر افراد اور مربی صاحبان کی مدد سے ان مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ ہر روز تھوڑا تھوڑا اضافہ کرنے سے انسانی علم بہت وسیع ہو سکتا ہے۔ جس طرح دوائی کی تھوڑی تھوڑی خوراکیں ہر روز استعمال کرنے سے بیماری خدا تعالیٰ کے فضل سے دور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عقلی اور روحانی جہالتیں اور کثافتیں بھی علم کے جرعات سے آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے ہمیں بتایا ہے کہ دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔ پھر یہ زنگ قفل کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ قبل اس کے کہ وہ وقت آئے۔ ہمیں زنگ آلود دلوں کی صفائی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس کا ایک بہترین ذریعہ الفضل کے مندرجات کا روزانہ مطالعہ ہے تھوڑے سے وقت میں ہم اس سے بہت کچھ سیکھ لیتے ہیں۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ اردو زبان میں ہمارے لئے روحانی خزائن موجود ہیں۔ اس کی اہمیت ان سے پوچھیں جو غیر ملکی ہونے کی وجہ سے براہ راست ان خزائن تک دسترس نہیں رکھتے اور ہر وقت تراجم کے محتاج رہتے ہیں۔ لیکن ترجمہ میں وہ شیرینی و لذت کہاں جو اصل عبارت میں پائی جاتی ہے۔

خدا کرے کہ میرا بچپن کا ساتھی میرے بعد بھی جماعت کے اطفال و خدام کی بھرپور رہنمائی کرتا رہے۔ اور وہ بھی اسے اپنا ہمجولی اور دوست بنا لیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

New information order

From Tousif Latif

After the emergence of neo-colonialism in the world, people of Third World countries are being ruled both by neo-colonial and native masters. In most Third World countries, feudal lords have captured the corridors of power after independence.

Our native masters have done their best to deprive us of our basic rights. Even our neo-colonial masters have changed their attitude towards us but our native masters are not ready to renounce the path they have followed since independence.

The industrial revolution has changed the face of the earth and now our world is like a global village. Revolution after revolution has occurred in the field of information. Now it is very difficult to hide anything from others but our native masters have not taken any interest in adjusting themselves to the new circumstances. They know the size of the credibility gap prevailing between them and the masses.

They always paint pictures that suit them on state-run-media. If a man concentrates entirely on state-run-media of Pakistan, he is bound to draw the wonderful and interesting conclusion that there is no tradition of opposition parties in Pakistan. Every minister of this country is a public servant who is devoting his energies for the welfare of the masses, peace is prevailing through out the country and economic growth rate has exceeded even Japan's.

Elections have become a game by the drug mafia where our politicians cannot even support a government without being allocated ministries. The concept of unconditional or moral support has become irrelevant. Feudal lords do not spare a single penny from their income for national revenue to support the crippled economy.

In these circumstances a government is bound to take coercive steps to run its affairs. Though our new Information Minister Maulana Kausar Niazi has promised a new information order, I am not happy to say that it is not possible in the existing circumstances. After a long and steady struggle, the fourth pillar of our state has gained a very recognised influence in our country. Therefore, every government in its first few days shows enthusiasm about the freedom of the media but after some time when its credibility starts to descend, it starts to follow the path of its predecessors.

So if our Information Minister is interested in bringing about any concrete change in media policy, he will have to look into other compartments of government. Only a glimpse of Nawaz Sharif in "Khabarnama" is by no means an indication of a revolutionary change in the media policy.

If our Information Minister despite all these hindrances, fulfils his promises, he would become a real revolutionary of our politics who would have kept the sanctity of his declaration.

Wah Cantt.

The News International,

Thursday, May 13, 1993

دی نیوز انٹرنیشنل

۱۳ ۔ مئی ۱۹۹۳ء

دی نیوز انٹرنیشنل کے ۱۳ مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں توصیف لطیف کہتے ہیں۔

نیوکالونیل ازم کے دنیا میں ظاہر ہونے کے بعد سے تیسری دنیا کے ممالک کے لوگ نیوکالونیل ازم کے حکام کے بھی ماتحت ہیں اور مقامی آقاؤں کے بھی۔ تیسری دنیا کے اکثر ممالک میں آزادی کے بعد طاقت کی غلام گردشوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہمارے مقامی آقاؤں نے انہیں بنیادی حقوق سے محروم کرنے کے لئے اپنی بہترین کوششیں صرف کی ہیں۔ ہمارے نیوکالونیل حاکم تو بدل چکے ہیں۔ انہوں نے ہمارے متعلق اپنے رویہ کو بدل لیا ہے لیکن ہمارے مقامی آقا اس بات کے لئے تیار نہیں ہیں کہ آزادی سے لے کر اب تک جو راستہ انہوں نے اپنایا ہے اسے خیر باد کہہ دیں۔ صنعتی انقلاب نے دنیا کو بدل کر رکھ دیا ہے اور اب ہماری دنیا ایک عالمی گاؤں کی طرح ہو گئی ہے۔ انقلاب کے بعد انقلاب آئے اور یہ انقلابات اطلاعات کے میدان میں تھے۔ اب یہ بات بہت مشکل ہو گئی ہے کہ دوسروں سے کوئی بات چھپائی جا سکے۔ لیکن ہمارے مقامی آقاؤں نے اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالنے کے سلسلے میں کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کے اور عوام الناس کے درمیان اعتماد کی کتنی بڑی خلیج حائل ہے۔ وہ سرکاری میڈیا پر ایسی تصویر کشی کرتے ہیں جو ان کے اپنے مفاد میں ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی توجہ کو مکمل طور پر پاکستان کے سرکاری میڈیا پر ہی مرکوز رکھے تو اس کے سامنے یہ عجیب و غریب اور دلچسپ نتائج آئیں گے کہ یہاں حزب اختلاف کا کوئی رواج ہی نہیں ہے۔ اس ملک کا ہر وزیر قوم کا خادم ہے جو اپنی تمام طاقتوں کو ان کی بہبود کے لئے صرف کر رہا ہے اور کہ یہاں پر امن و امان کا دورہ ہے۔ اور ہماری اقتصادی ترقی کی شرح جاپان سے بھی بڑھ گئی ہے۔ جہاں تک انتخابات کا تعلق ہے یہ ڈرگ مافیا کی ایک کھیل بن چکی ہے۔ جہاں ہمارے سیاست دان اس وقت تک کسی حکومت کی حمایت نہیں کر سکتے جب تک کہ انہیں وزیر نہ بنا دیا جائے۔ جہاں تک غیر مشروط اور اخلاقی حمایت کا تعلق ہے یہ بالکل بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔ جاگیردار اپنی جیب سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرتے یعنی قومی ریونیو کو نہیں دیتے تاکہ اس ملک کی معذور اقتصادیات کو سہارا دیا جا سکے۔

ان حالات میں حکومت اس بات کے لئے مجبور ہے کہ اپنے حالات بہتر بنانے کے لئے کوئی جبری اقدامات کرے۔ اگرچہ ہمارے نئے وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک نیا نظام اطلاعات جاری کریں گے میں اس بات سے خوش نہیں ہوں کیونکہ موجودہ حالات میں یہ بات ممکن ہی نہیں ہے۔ ایک لمبی اور مسلسل جدوجہد کے بعد سلطنت کے چوتھے ستون نے اپنے آپ کو موثر تسلیم کرا لیا ہے۔ اس لئے ہر حکومت اپنے پہلے چند ایام میں خاصا جوش و جذبہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ میڈیا کو آزادی دے گی۔ لیکن کچھ وقت گذر جانے کے بعد جب اعتماد کم ہونے لگتا ہے تو یہ وہی پرانے راستے پر چلنے لگتی ہے۔ پس اگر ہمارے وزیر اطلاعات اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ وہ میڈیا کی پالیسی میں کوئی تبدیلی پیدا کریں تو انہیں حکومت کے دوسرے معاملات کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا۔ صرف خبرنامے میں نواز شریف کی ایک جھلک کسی طرح بھی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ میڈیا کی پالیسی میں انقلابی تبدیلی لائی گئی ہے۔

اگر ہمارے وزیر اطلاعات ان تمام رکاوٹوں کے باوجود اپنے وعدوں کو پورا کر سکیں تو وہ حقیقی طور پر ہماری سیاست کے ایک انقلابی فرد بن جائیں گے جنہوں نے اپنے منشور کے تقدس کو قائم رکھا ہوگا۔

بقیہ : ص ۴

کہتے ہیں تو پھر مسلمانوں کی کوئی عبادت گاہ محفوظ نہیں رہنے دی جائے گی۔ اس سارے جھگڑے میں ہندوستان کی موجودہ حکومت اور اس کے وزیراعظم پی۔ وی۔ نرسیما راؤ خاصی مشکل میں نظر آتے ہیں۔

شیخ نور احمد منیر

مختصرات

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر نے محترم گیانی عباد اللہ صاحب سابق مینجر الفضل کے بارے میں لکھا ہے کہ مکرم گیانی صاحب کو جماعت احمدیہ میں انفرادیت کا مقام یوں حاصل تھا کہ وہ سکھ مذہب کے نمایاں سکالر تھے۔ انہوں نے اس بارے میں کئی کتب لکھیں۔ گورمکھی زبان پر انہیں کامل عبور تھا۔ آپ نے حضرت باباگورو نانک صاحب کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی تحقیقات کو نمایاں طور پر پیش کیا۔

مشہور صحافی اور رسالہ ریاست کے ایڈیٹر جناب دیوان سنگھ مفتون نے اپنی کتاب "ناقابل فراموش" میں گیانی صاحب کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان کو گیانی صاحب نے ایسی معلومات اور لٹریچر بہم پہنچایا جس سے انہیں پتہ چلا کہ سکھ مذہب کے گورو صاحبان ہندو مذہب کے بزرگوں رام اور کرشن کے معترف تھے۔

مکرم گیانی صاحب ریڈیو پاکستان سے سالہا سال تک پنجابی دربار نشر کرتے رہے۔ گیانی صاحب کی معلومات اور گورمکھی لب و لہجہ سکھ صاحبان میں بے حد مقبول تھا۔ محترم گیانی صاحب نے سالہا سال تک یہ پروگرام بلا معاوضہ پیش کیا۔

سکھ مذہب کے بارے میں تحقیق کرنے والے طلباء بھی ان کے پاس بار بار آتے رہتے تھے۔ اسی طرح کے ایک پاکستانی طالبعلم جو الازھر یونیورسٹی مصر میں عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے تھے انہوں نے حضرت باباگورو نانک صاحب کی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا تھا۔ وہ ربوہ آئے اور گیانی صاحب کے مشوروں اور راہنمائی سے اپنا کام مکمل کیا۔

محترم گیانی صاحب نے الفضل کے مینجر کی حیثیت سے یادگار خدمات سرانجام دیں۔ الفضل کی توسیع اشاعت اور مالی استحکام کے لئے وہ اکثر اوقات جماعتوں کے دورے کرتے رہتے اور اس میں اپنی پیرانہ سالی اور خراب صحت کو کبھی حائل نہ ہونے دیتے۔

(اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے)

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ تفرقہ ڈالتا ہے۔"

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

طاہرہ کرامت بنت کرامت حسین مختار
اورنگی ٹاؤن کراچی

طاہر احمد کرامت ابن کرامت حسین مختار
اورنگی ٹاؤن کراچی

کاشفہ حامد بنت رؤف حامد احمد
لاہور

احمد علی سرمد ابن رؤف حامد احمد
لاہور

نادیہ نورین بنت مجید احمد
ربوہ

عائیہ نصیر بنت نصیر احمد
ربوہ

ولید احمد ابن رانا عبدالمجید خان
ربوہ

مطیع الرحمان ابن ڈاکٹر ناصر احمد شیخ
جوہر ٹاؤن۔ لاہور

محمد احسان احمد ابن چوہدری نذیر احمد کھرل
چک نمبر 2/NP ضلع رحیم یار خان

ضیغم ہاشمی ابن محمد اکرم ہاشمی
ملتان

نعمان احمد ابن قدیر احمد
رلیوکے ضلع سیالکوٹ

حنان احمد ابن قدیر احمد
رلیوکے ضلع سیالکوٹ

ساجد ابراہیم ابن محمد ابراہیم اُنٹر
قمر آباد ضلع نوشہرہ فیروز

سائرہ رفعت بنت محمد ابراہیم اُنٹر
قمر آباد ضلع نوشہرہ فیروز

روبینہ عفت بنت طارق قمر
ناظم آباد کراچی

طیبہ نزہت بنت طارق قمر
ناظم آباد کراچی

بلال ناصر ابن جمال محمد ناصر
ناروے

محمد غالب جاوید ابن جاوید چوہدری
ناروے

ہارون پرویز ابن پرویز چوہدری
ناروے

سید حمزہ احمد ابن سید مدثر احمد
ربوہ

اطلاعات و اعلانات

درخواست دُعا

مکرم مسعود احمد خورشید کراچی کا بیٹا عزیزم حمید انور صاحب جسکا پہلے تین مرتبہ دل کا اپریشن ہو چکا ہے۔ لندن میں پھر بیمار ہے اور ہسپتال میں داخل ہے۔ اور اب پیس میکر لگایا جائے گا۔

احباب ان کی کامل شفایابی کیلئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

محترمہ فضل بیگم صاحبہ اہلیہ محترم رانا مبارک علی خان صاحب مختصر علالت کے بعد بعمر ۷۹ سال ۶ مئی ۹۳ء کو سول ہسپتال شیخوپورہ میں وفات پا گئیں۔ اگلے روز شیخوپورہ میں آپکا جنازہ محترم قریشی محمد سعید اظہر صاحب مربی ضلع نے پڑھایا۔ آپ درویش صفت موصیہ تھیں۔ آپ کی میت ربوہ لائی گئی۔ جہاں بعد جمعہ بیت الاقصیٰ ربوہ میں آپکا جنازہ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھایا۔ جس کے بعد آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا دین محمد صاحب شاہد نے دعا کروائی۔

مکرم مرزا نذیر احمد صاحب ۲۲ اپریل ۹۳ء کو ۱۱ سال کی طویل علالت کے بعد بشیر آباد سندھ میں وفات پا گئے۔ ان کا جنازہ ۲۵ اپریل کو ربوہ لایا گیا۔ اسی دن بعد عصر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے جنازہ پڑھایا۔ جنازہ کے بعد بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ محترم صوبیدار عبدالرشید صاحب سابق کارکن الفضل کے ماموں تھے۔ ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کریں۔

بقیہ صفحہ ۳

طول پکڑ جائے گا۔ اور اس میں شدت آ جائے گی۔ گویا کہ ان کے خیال میں جھگڑے کو کم کرنے کا یہی طریق ہے کہ بوسنیا کے مخالفوں کو اجازت دی جائے کہ وہ خوب کھل کھیلیں اور بوسنیا کے لوگوں کو ختم کر دیں۔ ان کے علاقے ان سے چھین لیں اور جو مرد و زن وہاں سے بھاگ نہیں جاتے انہیں گولیوں کا نشانہ بنا دیا جائے۔ بوسنیا کے وزیر خارجہ نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے کہ اس وقت بوسنیا ایک عالمی جرم بن کر رہ گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۴ مئی۔ گرمی جوبن پر ہے شدید لُو چل رہی ہے۔

○ اریٹریا ایک آزاد ملک کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر قائم ہو گیا ہے۔ ۲۳ اور ۲۴ مئی کی درمیانی شب رات بارہ بجے اریٹریا کے دارالحکومت اسمارا میں یوم آزادی کی شاندار تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں نو آزاد ملک کا پرچم لہرایا گیا۔ اریٹریا کے عوام ۳۰ سال سے آزادی کی جدوجہد کر رہے تھے۔ چند ہفتے قبل اریٹریا کے ۹۸ فیصد عوام نے ریفرنڈم کے ذریعے آزادی کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا۔ آزادی کی تقریب میں سوڈان اور ایتھوپیا کے سربراہ بھی شامل ہوئے۔ اریٹریا آزادی سے قبل ایتھوپیا کا حصہ تھا۔ آزادی کی تقریبات میں پاکستان کی نمائندگی وفاقی وزیر ڈاکٹر ارباب غلام رحیم صاحب نے کی۔ اریٹریا کے صدر نے آزادی کے جشن کے موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے عالمی برادری سے اریٹریا کی تعمیر نو میں مدد دینے کی اپیل کی۔ صدر مملکت اور نگران وزیر اعظم نے نو آزاد ملک کے صدر کو مبارکباد کے پیغامات ارسال کئے ہیں۔

○ بوسنیا کی حکومت نے امریکہ اور مغربی ملکوں کی طرف سے پیش کردہ امن منصوبے کو مسترد کر دیا ہے۔ بوسنیا کے صدر نے کہا کہ اب ہم بے مقصد مذاکرات میں وقت ضائع نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جو قوم اپنی بقاء اور آزادی کے لئے سچے جذبوں سے کام لینے کا فیصلہ کرے وہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتی۔

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ صاحب نے کہا ہے کہ اسی بار قومی اسمبلی توڑے جانے کے خلاف درخواست کا فیصلہ نظریہ ضرورت یا دیگر بنیادوں پر نہیں بلکہ آئینی تقاضوں کے مطابق کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی تمیزالدین کیس میں فیصلہ آئین سے ماورا اصولوں کو مدنظر رکھ کر، نصرت بھٹو کیس میں نظریہ ضرورت کے تحت، جونیجو کیس میں فیصلہ عوامی مفاد کے مطابق ہوا۔ چیف جسٹس نے کہا کہ "مسٹر اٹارنی جنرل! آپ کے تمام کام آئین کے مطابق ہو رہے تھے۔ لیکن وزیر اعظم کی ۱۷ اپریل کی تقریر نے صورتحال بگاڑ دی۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ اس تقریر کے کیا اثرات ہوئے"۔

○ بلوچستان میں نئے وزیر اعلیٰ کا انتخاب ۳۰ مئی کو ہو گا۔ گورنر نے حکمران گروپ کی درخواست مسترد کر کے اسمبلی کے اجلاس میں ۷ روز کا وقفہ دے دیا۔

○ پاکستان نے بوسنیا میں فوج بھجوانے کی پیشکش کر دی۔ اقوام متحدہ میں پاکستانی سفیر جمشید مارکر نے ایک انٹرویو میں کہا کہ بوسنیا کے مسلمانوں کو مسلح ہونے کی اجازت ملنی چاہیئے۔

○ پیر صاحب پگارا نے کہا ہے کہ سیاسی قربانیوں کا آغاز عیدالاضحیٰ کے دو تین دن بعد ہو گا۔

○ کمبوڈیا میں ووٹنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ ۲۰ سال بعد پہلی بار ہونے والے انتخابات میں پہلا دن پرامن گذرا۔

○ کابل میں دو ہفتے کی جنگ کے بعد ایک ہزار افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف کو الیکشن لڑنے کا پورا موقعہ ملنا چاہیئے۔ احتساب کا عمل منتخب حکومت کے قیام تک ملتوی کر دیا جائے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ پیپلز پارٹی بک جانے والے امیروں کی بجائے غریبوں کو ٹکٹ دے گی جس امیدوار کی ضلعی اور ڈویژنل تنظیم مخالفت کرے گی اسے ٹکٹ نہیں دیا جائے گا۔ محترمہ نے سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد آئندہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے مختصر نوٹس پر سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس بلانے کے لئے ہدایات جاری کر دی ہیں۔

○ سندھی لیڈر مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے کہا ہے کہ مطالبات پورے کئے بغیر انتخابات ہوئے تو ایسا بحران پیدا ہو جائے گا کہ پارلیمانی نظام ہمیشہ کے لئے دفن ہو کر رہ جائے گا۔

○ کشمیر کے محاذ پر پونچھ اور نکیال سیکٹر پر شدید فائرنگ کے واقعات ہوئے ہیں۔ راجستھان کے علاقے میں بھارتی فوج کا زبردست اجتماع ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ گولیوں کی بارش سے ۱۴ افراد شہید ہو گئے۔ بھارتی فوجی لاؤڈ سپیکروں پر مقامی آبادیوں کو خالی کرنے کی ہدایات دے رہے ہیں۔

○ ایک اخباری اطلاع کے مطابق صوبائی اسمبلیاں توڑنے کے لئے بے نظیر بھٹو کے سخت مؤقف کو نرم کرنے کے لئے آصف زرداری کے کھاتے دوبارہ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس ضمن میں صوبائی وزرائے اعلیٰ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

○ سعودی عرب کے ایک صحرائی کیمپ میں ۹ مارچ کو سعودی سیکیورٹی فورسز اور عراقی پناہ گزینوں کے درمیان جھڑپوں میں ۱۳ افراد ہلاک اور ۴۰ زخمی ہو گئے عراقیوں نے مزید پناہ گزینوں کو قبول کرنے سے انکار پر کیمپ کے سکول کو آگ لگا دی تھی جس سے ۳ سعودی ہلاک ہو گئے۔

○ برطرف ہونے والی قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب نے کہا ہے کہ اگر سپریم کورٹ نے اسمبلی بحال کر دی تو اخلاقی طور پر صدر کو مستعفی ہو جانا چاہیئے۔

○ وفاقی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ عید کی چھٹیاں یکم سے تین جون تک ہوں گی۔ واضح رہے کہ عیدالاضحیٰ ۲ جون کو ہو گی۔

○ مسٹر اکبر بگتی نے کہا ہے کہ بلوچستان میں حکومت کی تبدیلی سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

بقیہ: صفحہ ۱

والے تھے۔ وہاں ہر ایک سے خوش خلقی اور احترام سے ملنا ان کا شعار تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بلندی درجات سے نوازے اور جملہ غمزدہ دلوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

دل کی امراض اور
HEART CURATIVE SMELL
دل کی جملہ امراض، درد دل، دھڑکن، دل گھٹنا، سانس پھولنا اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض وغیرہ کا فوری علاج
ہارٹ کیورٹیو سمیل
HEART CURATIVE SMELL
سے صرف سونگھنے سے کیا جا سکتا ہے۔ ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹرز اپنے 50 فیصد مریضوں کو ادویاتی علاج کے ساتھ
HEART CURATIVE SMELL
سونگھنے کے لئے دے کر اس زود اثر اور بے ضرر
PLUS HEART TONIC SMELL کے مثبت اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس غرض کے لئے فری سیمپل طلب فرمائیں۔
میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعائیت کے ساتھ (WITH MONEY BACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں۔
قیمت پاکستان میں 00-20 روپے فی شیشی ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 00-10 روپے
ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5 $ معہ ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کے لئے ریٹ الگ الگ)
روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا پرس RS150 میں دستیاب ہے۔
لٹریچر اور دیگر کیورٹیو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔
موجد:- ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر آر ایم پی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ فاضل عربی۔
مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ۔
بانی کیورٹیو سسٹم آف میڈیسن
پیشکش:- کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل
گول بازار ربوہ
فون آفس 771، کلینک 606، رہائش 607

پتہ

حبوب مفید اٹھرا — ۲۰ گرام -/۱۶ — ۶۰ گرام -/۴۸
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) -/۱۵۰ روپے
زد جام عشق خاص -/۴۸۰ روپے
روشن کاجل -/۵ روپے
تریاق معدہ -/۱۰ روپے — -/۲۰ روپے
NASIR ناصر
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ ربوہ (رجسٹرڈ)
فون: ۶۳۴ — فیکس: ۵۳۴-۲۵۲۴